www.KitaboSunnat.com

تذکرۃ المشاہیر

عبدالرشید عراقی

جامع ترمذی کی عدیم المثال شرح تحفة الأحوذي کے مؤلف

مولانا عبدالرحمٰن محدث مبارکپوریؒ

[۱۲۸۳ھ/۱۸۶۷ء......۱۳۵۳ھ/۱۹۳۵ء]

مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری بن مولانا حافظ عبدالرحیم مبارکپوری محدث، جید عالم، فقیہ اور مفتی تھے۔ علم حدیث میں تبحر و امامت کا درجہ رکھتے تھے۔ روایت کے ساتھ درایت کے ماہر اور جملہ علوم آلیہ و عالیہ میں یگانہ روزگار تھے۔ قوتِ حافظہ بھی خداداد تھی، حدیث اور متعلقاتِ حدیث پر ان کی نظر وسیع تھی۔ مولانا سید عبدالحی حسنی (م ۱۳۴۱ھ) لکھتے ہیں:

كان متضلعا من علوم الحديث، متميزا بمعرفة أنواعه وعلله وكان له كعب عال في معرفة أسماء الرجال وفن الجرح والتعديل وطبقات المحدثين وتخريج الأحاديث (۱)

"علم حدیث میں تبحر علمی کا درجہ رکھتے تھے اور معرفتِ حدیث، انواع حدیث و علل میں ان کی نظر وسیع تھی۔ اسماء الرجال اور جرح و تعدیل، طبقاتِ محدثین اور تخریج اَحادیث میں انکو کمال حاصل تھا"

مولانا براہِ راست عامل بالحدیث تھے، صفاتِ باری تعالیٰ کے سلسلے میں ما ورد به الكتاب والسنة پر ایمان رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو علم و عمل سے بھرپور نوازا تھا۔ حدتِ ذہن، ذکاوتِ طبع اور کثرتِ مطالعہ کے اَوصاف و کمالات نے آپ کو جامع شخصیت بنا دیا تھا۔ (۲) صاحب نزہۃ الخواطر نے ان کو علمائے ربانیین میں شمار کیا ہے (۳) مولانا ابویحییٰ امام خان نوشہروی (م ۱۹۶۶ء) لکھتے ہیں کہ

"فن حدیث میں آپ کا رُتبہ معمولی نہ تھا اور علماء میں سب سے زیادہ خوش اَخلاق تھے، رقیق القلب اور صاحب ایثار و کرم تھے" (۴)

ولادت: مولانا عبدالرحمٰن ۱۲۸۳ھ/۱۸۶۷ء میں مبارک پور ضلع اعظم گڑھ میں پیدا ہوئے اعظم گڑھ یو پی (اتر پردیش) کا مشہور شہر اور ایک مردم خیز خطہ ہے۔ مشہور مؤرخ اور ادیب و شاعر مولانا شبلی نعمانی (م ۱۳۳۲ھ) کا تعلق بھی اعظم گڑھ سے تھا۔ بقول مولانا سعید احمد اکبر آبادی (م ۱۹۸۵ء)

"اعظم گڑھ ایک بڑا مردم خیز خطہ ہے۔ اس جیسے اور علاقوں کے سوتے خشک ہوگئے یا ہوتے جارہے ہیں لیکن اس کی زرخیزی نہ صرف قائم ہے بلکہ روز افزوں ہے" (۵) اور بقول اقبالؒ ۔

اس خطۂ اعظم گڑھ پہ مگر فیضانِ تجلی ہے یکسر — جو ذرہ یہاں سے اُٹھتا ہے وہ نیرِ اعظم ہوتا ہے

اساتذہ: آپ نے جن اساتذہ کرام سے مختلف علوم و فنون میں تعلیم حاصل کی، ان کے نام یہ ہیں:

۱۔ حافظ عبدالرحیم مبارکپوری (م ۱۳۳۰ھ) ۲۔ مولانا خدا بخش اعظم گڑھی (م ۱۳۳۴ھ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ مولانا محمد سلیم فرازی (م ۱۳۳۴ھ)
۴۔ مولانا فیض اللہ مئوی (م ۱۳۱۶ھ)
۵۔ مولانا سلامت اللہ جے راج پوری (م ۱۳۲۲ھ)
۶۔ مولانا محمد فاروق چڑیا کوٹی (م ۱۳۲۷ھ)
۷۔ مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری (م ۱۳۳۷ھ)
۸۔ مولانا عبدالرحمٰن جیراج پوری (م ۱۳۱۵ھ)
۹۔ مولانا قاضی محمد بن عبدالعزیز مچھلی شہری (م ۱۳۲۰ھ)
۱۰۔ مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی (م ۱۳۲۰ھ)
۱۱۔ علامہ حسین بن حسن انصاری الیمانی (م ۱۳۲۷ھ)

تدریس: مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری نے فراغتِ تعلیم کے بعد درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا اور تدریس کا آغاز اپنے قصبہ مبارک پور سے کیا۔ وہاں ایک مدرسہ "دارالتعلیم" کے نام سے قائم کیا۔ تھوڑا عرصہ بعد آپ بلرام پور (گونڈہ) چلے گئے۔ وہاں آپ نے ایک دینی مدرسہ کی بنیاد رکھی اور درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ کچھ عرصہ بعد بلرام پور سے اللہ نگر (گونڈہ) چلے گئے اور وہاں تدریسی خدمات انجام دیں۔ اس کے بعد مدرسہ سراج العلوم گونڈہ تشریف لے گئے۔ یہاں کافی مدت تک درس و تدریس فرماتے رہے۔ اس کے بعد مولانا مبارکپوری کے استاد مولانا حافظ عبداللہ محدث غازیپوری (م ۱۳۳۷ھ) جو مدرسۂ احمدیہ، آرہ میں تدریسی خدمات انجام دے رہے تھے، نے آپ کو مدرسۂ احمدیہ، آرہ طلب فرمالیا۔ چنانچہ آپ مدرسۂ آرہ تشریف لے گئے اور وہاں اپنے استاد کے ساتھ مدتوں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ مدرسۂ احمدیہ، آرہ میں آپ کی علمی قابلیت کا شہرہ ہوگیا اور اہل مدارس کی نظر آپ پر اٹھنے لگی۔ چنانچہ مدرسۂ دارالقرآن والسنہ، کلکتہ کے ناظم نے آپ کو اپنے مدرسہ میں تدریسی خدمات انجام دینے کی دعوت دی۔ چنانچہ آپ مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری کی اجازت سے کلکتہ چلے گئے۔ (۴۹)

چنانچہ مولانا سید عبدالحی حسنی (م ۱۳۴۱ھ) لکھتے ہیں:

"ثم ولي التدريس بالمدرسة الأحمديه ببلدة آره فدرس وأفاده زمانا ثم انتقل إلى مدرسة دار القرآن والسنة في كلكته فدرس بها مدة" (۵۰)

مولانا مبارکپوری کے تدریسی سفر کی یہ آخری منزل تھی اس کے بعد کسی مدرسہ میں نہیں گئے اور تصنیف و تالیف میں مشغول ہوگئے۔ (۵۱)

تلامذہ: مولانا مبارکپوری نے زندگی کا بیشتر حصہ درس و تدریس میں گزارا، اس لئے ان کے تلامذہ کی فہرست طویل ہے۔ تاہم یہاں آپ کے چند مشہور تلامذہ کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے:

مولانا عبدالسلام مبارکپوری

مولانا عبدالسلام مبارکپوری مشاہیر علماء میں سے تھے۔ آپ ۱۲۴۱ھ میں مبارک پور میں پیدا ہوئے۔ آپ نے علومِ اسلامیہ کی تحصیل مولانا حافظ عبدالرحیم مبارکپوری (م ۱۳۲۰ھ)، مولانا حسام الدین مئوی (م ۱۳۱۰ھ)، مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری (م ۱۳۵۳ھ)، مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری (م ۱۳۳۷ھ) اور مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ)، مولانا قاضی محمد مچھلی شہری

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(م۱۳۲۴ھ) اور علامہ حسین بن محسن انصاری الیمانی (م۱۳۲۷ھ) سے کی۔ طب کی تعلیم حکیم عبدالولی بن حکیم عبدالعلی لکھنوی سے حاصل کی۔ (۵۲)

فراغتِ تعلیم کے بعد درس و تدریس کو اپنا مشغلہ بنایا اور صادق پور پٹنہ کے ایک دینی مدرسہ سے تدریس کا آغاز کیا اور ۱۵ سال تک اس مدرسہ میں تدریس فرمائی۔ اس ۱۵ سالہ تدریسی دور میں آپ نے اپنی مشہور کتاب تاریخ المنوال لکھی۔ صادق پور، پٹنہ سے آپ مدرسہ 'فیض عام'، مئو آگئے اور تین سال تک اس مدرسہ میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ اس کے بعد گونڈہ کے ایک مدرسہ میں چار سال تک پڑھایا۔ آخر میں 'دارالحدیث رحمانیہ'، دہلی میں آئے اور اپنے انتقال ۱۳۴۲ھ تک تدریس فرماتے رہے۔ (۵۳) مولانا عبدالسلام مبارک پوری درس و تدریس کے ساتھ تصنیف و تالیف کا بھی عمدہ ذوق رکھتے تھے، بہت عمدہ مصنف اور اچھے نقاد تھے، آپ کی تصانیف درج ذیل ہیں:

۱۔ اِثبات الاجازہ لتکرار صلوٰۃ الجنازۃ ۲۔ اسلامی تمدن

۳۔ تصوف ۴۔ سیرۃ البخاری ۵۔ تاریخ منوال (۵۴)

مولانا عبدالسلام مبارکپوری نے ۱۸ رجب ۱۳۴۳ھ/ ۲۴ فروری ۱۹۲۴ء کو دہلی میں انتقال کیا اور مبارک پور میں دفن ہوئے۔ (۵۵) مولانا ثناء اللہ امرتسری (م۱۹۴۸ء) نے آپ کے انتقال پر لکھا تھا کہ

"آہ...... مولانا عبدالسلام مرحوم! مولانا موصوف صحیح معنوں میں ایک عالم العلوم مدرّس تھے مدرسین کی تلاش میں جب نظر پڑتی تو آپ ہی پر پہلے پڑتی"(۵۶)

مولانا عبیداللہ رحمانی مبارکپوریؒ [صاحب مرعاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح]

شیخ الحدیث مولانا عبیداللہ رحمانیؒ بن مولانا عبدالسلام مبارکپوریؒ مشاہیر علماء میں سے تھے۔ آپ نے جن اساتذہ کرام سے علومِ اسلامیہ میں تعلیم حاصل کی، ان میں آپ کے والد مولانا عبدالسلام مبارکپوری (م۱۳۴۱ھ)، مولانا احمد اللہ محدث پرتاب گڑھی (م۱۳۶۳ھ)، مولانا عبدالرحمن مبارکپوری (م۱۳۵۳ھ) اور مولانا حافظ محمد گوندلوی (گوجرانوالہ) (م۱۹۸۵ء) قابل ذکر ہیں۔

۱۹۴۵ء میں آپ دارالحدیث رحمانیہ، دہلی سے فارغ ہوئے اور شیخ عطاء الرحمن مرحوم مہتمم دارالحدیث رحمانیہ نے آپ کو مدرسہ میں مدرّس مقرر فرمایا۔

مولانا عبدالرحمن محدث مبارکپوری جامع ترمذی کی شرح تحفۃ الاحوذی کی تکمیل سے پہلے نگاہ سے معذور ہوگئے تھے۔ آپ کو شرح کی تکمیل میں ایسے لائق عالم کی اعانت کی ضرورت تھی جو فنونِ حدیث میں مکمل مہارتِ صدر رکھتا ہو اور اس کے ساتھ اس کا ادبی ذوق بھی عمدہ ہو۔ چنانچہ مولانا عبدالرحمن مبارکپوری کی تحریک پر شیخ عطاء الرحمن مرحوم نے آپ کو دہلی سے مبارکپور بھیج دیا تاکہ تحفۃ الاحوذی کی تکمیل میں آپ مولانا مبارکپوری سے علمی تعاون فرمائیں۔ تنخواہ آپ کو دارالحدیث رحمانیہ سے ملتی تھی۔ چنانچہ آپ نے ۲ سال مولانا عبدالرحمن مبارکپوری کے ساتھ بطورِ معاون کام کیا اور تحفۃ الاحوذی کی تیسری

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور چوتھی جلد کی تکمیل کی۔ تکمیل کے بعد آپ واپس دارالحدیث رحمانیہ دہلی واپس تشریف لے آئے(۵۷) آپ کی ساری زندگی درس و تدریس میں بسر ہوئی۔ ۱۹۴۷ء میں تقسیم ملک سے دارالحدیث رحمانیہ، دہلی کا وجود ختم ہوگیا اور آپ دہلی سے اپنے وطن مبارک پور چلے گئے۔

۱۹۵۰ء میں مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی (م ۱۹۸۷ء) کی تحریک پر آپ نے حدیث کی مشہور کتاب ''مشکوٰۃ المصابیح'' کی شرح بزبان عربی ''مرعاۃ المصابیح'' کے نام سے لکھنی شروع کی۔ اس شرح کی اب تک دس جلدیں طبع ہوئی ہیں اور اس میں کتاب المناسک پوری آ گئی ہے۔ اس شرح میں جن علمی امور پر بحث کی گئی ہے وہ یہ ہیں:

(۱) مشکوٰۃ کے ہر راوی کا ترجمہ (۲) تمام اَحادیث کی تخریج (۳) اِسنادی اور متنی اِشکالات کا حل (۴) احادیث کی توضیح (۵) اختلافِ مذاہب اور ان کے دلائل پھر راجح مسلک کی وضاحت(۵۸)، آپ کی دوسری تصنیف ''رمضان المبارک کے فضائل واَحکام'' ہے۔(۵۹)

مولانا عبیداللہ رحمانی نے ۴ جنوری ۱۹۹۲ء کو مبارکپور میں انتقال کیا۔

مولانا عبدالرحمٰن آزاد مئوی

مولانا ابونعمان عبدالرحمٰن آزاد مئوی ۱۲۹۵ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے جن اساتذۂ کرام سے مختلف علوم وفنون میں تعلیم حاصل کی، ان میں مولانا محمد فاروق چڑیا کوٹی (م ۱۳۲۷ھ)، مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری (م ۱۳۲۷ھ)، مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری (م ۱۳۵۳ھ)، مولانا محمد اشرف علی تھانوی (م ۱۳۶۲ھ) اور مولانا احمد حسن کانپوری (م ۱۳۲۲ھ) شامل ہیں۔ حدیث کی تحصیل مولانا سید نذیر حسین دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) سے کی۔ ۱۳۱۴ھ میں دربھنگہ کے ایک دینی مدرسہ سے تدریس کا آغاز کیا۔ وہاں کچھ عرصہ تدریس فرماتے رہے۔ اس کے بعد آسنسول کے ایک دینی مدرسہ میں تدریس پر مامور ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد آسنسول سے رختِ سفر باندھا اور کلکتہ چلے گئے۔ کلکتہ کے زمانۂ قیام میں مئو میں طاعون کی وبا پھیلی جن میں ان کے دو بھائی اور دو صاحبزادے موت کی گود میں جا سوئے۔(۶۰)

مولانا عبدالرحمٰن آزاد ایک لائق مدرّس ہونے کے ساتھ ساتھ بہترین مصنف بھی تھے۔ جن پر ان کی تصانیف شاہد ہیں۔ آپ کی تصانیف یہ ہیں:

(۱) تفسیر القرآن (ناتمام) (۲) شرح قصیدہ بانت سعاد (مطبوع)
(۳) ترجمہ وشرح طبقات ابن سعد (ناتمام) (۴) التحریر (۵) بحرالفرائض(۶۱)

مولانا عبدالرحمٰن آزاد نے ۱۳۵۷ھ میں وفات پائی۔(۶۲)

مولانا محمد بشیر رحمانی مبارکپوری

مولانا محمد بشیر بن عبدالمجید بن حافظ عبدالرحمٰن بن عبدالوہاب ۱۹/ اکتوبر ۱۹۰۴ء/ ۹ شعبان ۱۳۲۲ھ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبارکپور، ضلع اعظم گڑھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے اَساتذہ میں مولانا عبدالسلام مبارکپوری (م ۱۳۴۲ھ)، مولانا عبدالرحمٰن محدث مبارکپوری (م ۱۳۵۳ھ) اور مولانا احمد اللہ محدث پرتاب گڑھی (م ۱۳۶۳ھ) جیسے اَساطین فن شامل ہیں۔ ان اساتذہ کے علاوہ اور بھی کئی اساتذہ سے آپ نے مختلف علوم وفنون میں تحصیل کی۔

شعبان ۱۳۴۵ھ میں آپ دارالحدیث رحمانیہ، دہلی سے فارغ التحصیل ہوئے۔ اس کے بعد طب کی تحصیل کے لئے تکمیل الطب کالج، لکھنؤ میں داخل ہوئے اور ۱۳۴۸ھ میں طبیہ کالج لکھنؤ سے فراغت پائی۔

طبی تعلیم کی فراغت کے بعد مدرسہ عالیہ مئو، ضلع اعظم گڑھ سے تدریس کا آغاز کیا۔ وہاں کچھ عرصہ تدریسی خدمات انجام دیں۔ اس کے بعد مدرسہ میاں صاحب پھاٹک حبش خان دہلی میں تشریف لے آئے اور وہاں درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ (۶۳)

اس کے بعد ۱۳۵۶ھ میں دارالحدیث رحمانیہ میں آئے اور پھر یہاں سے ۱۳۷۱ھ میں چلے آئے اور یہیں مطب جاری کرکے کئی سال تک خلق خدا کی خدمت کرتے رہے۔ آخر میں موضع سیونی (مدھیہ پردیش) میں مدرّس ہوئے اور کئی سال تک تعلیمی ودینی خدمات انجام دیں۔

مولانا محمد بشیر رحمانی نے ۳ مئی ۱۹۶۸ء / ۷ صفر ۱۳۸۸ھ مبارکپور میں انتقال کیا اور اپنے آبائی قبرستان میں دفن ہوئے۔ (۶۴)

مولانا حکیم الٰہی بخش مبارکپوری

مولانا الٰہی بخش بن حکیم عبداللہ مبارکپوری بڑے جید عالم دین تھے۔ ۱۲۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔ عربی اور فارسی کی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ بعد ازاں مولانا عبدالرحمٰن محدث مبارکپوری، مولانا احمد حسن کانپوری (م ۱۳۲۲ھ) اور مولانا عبدالوہاب بہاری (م ۱۳۲۹ھ) سے علومِ اسلامیہ کی تحصیل کی۔ فراغتِ تعلیم کے بعد ۱۳۱۰ھ میں مبارکپور میں مدرسہ اِحیاء العلوم قائم ہوا تو اس مدرسہ میں تدریس پر مامور ہوئے۔ اور ۲۰ سال تک اس مدرسہ میں تدریس فرماتے رہے۔ اور اس کے ساتھ طبابت کا سلسلہ بھی جاری کیا۔ آخر میں مبارکپور سے اعظم گڑھ منتقل ہوگئے اور مطب کرنے لگے۔ آپ بڑے حاذق طبیب تھے۔ ضلع طبی بورڈ کے کئی سال تک صدر رہے۔ ۱۳۵۶ھ میں مبارکپور واپس چلے گئے اور اسی سال آپ نے انتقال کیا۔ (۶۵)

مولوی حکیم محمد اصغر مبارکپوری

مولوی حکیم محمد اصغر بن محمد علی مبارکپوری مولانا عبدالرحمٰن محدث مبارکپوری کے برادرزادہ تھے آپ نے دینی تعلیم اپنے چچا مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری سے حاصل کی۔ جس مدرسہ میں مولانا مبارکپوری مرحوم نے پڑھایا، وہاں آپ اپنے چچا کے ساتھ ہوتے تھے۔ فراغت کے بعد مدرسہ دارالتعلیم مبارکپور میں تدریس کا آغاز کیا اور اپنی ساری زندگی تدریس میں اسی مدرسہ میں گزار دی۔ طب کی تعلیم بھی حاصل

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی تھی۔ مدرسہ سے معمولی تنخواہ ملتی تھی اور اس کے ساتھ مطب کرتے تھے۔ صبر وقناعت کے ساتھ اپنی زندگی بسر کردی۔ ۱۳۴۶ھ میں وفات پائی اور اپنے آبائی قبرستان میں دفن ہوئے۔ (٦٦)

مولانا عبدالصمد حسین آبادی

مولانا عبدالصمد احمد بن شیخ محمد اکبر رمضان ۱۳۲۲ھ میں موضع حسین آباد، مضافات مبارکپور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی عربی وفارسی کی تعلیم مولوی حکیم محمد اصغر مبارکپوری (م ۱۳۴۶ھ) سے حاصل کی۔ اس کے بعد جن اساتذہ کرام سے علومِ دینیہ میں تحصیل کی، ان کے نام یہ ہیں:

مولانا عبدالرحمٰن محدث مبارکپوری، مولانا عبدالسلام مبارکپوری، مولانا ابوسعید شرف الدین دہلوی (م ۱۳۸۱ھ) اور مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (م ۱۳۴۲ھ)

فراغتِ تعلیم کے بعد مختلف دینی مدارس یعنی مدرسہ اسلامیہ، بڑوا، مدرسہ دارالتعلیم، مبارکپور، مدرسہ احمدیہ سلفیہ، دربھنگہ اور مدرسہ محمدیہ، دیودیا میں تدریسی خدمات انجام دیں۔

مولانا عبدالصمد حسین آبادی بلند پایہ عالم اور محدث تھے۔ تدریس میں ان کو خاص ملکہ حاصل تھا۔ تدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف وتالیف کا بھی عمدہ ذوق رکھتے تھے۔ ان کی تصانیف کے مطالعہ سے ان کے علمی تبحر اور حدیث اور متعلقاتِ حدیث میں ان کی مکمل مہارت کا اندازہ ہوتا ہے۔

مولانا عبدالصمد حسین آبادی کا سب سے بڑا علمی کارنامہ یہ ہے کہ مولانا عبدالرحمٰن محدث مبارکپوری (م ۱۳۵۳ھ) نے اپنی مشہور شرح تحفۃ الاحوذی کا ایک جامع وعلمی مقدمہ لکھنا شروع کیا لیکن اس کی تکمیل نہ کرسکے اور دنیا سے رخصت ہوگئے۔ مولانا عبدالصمد نے مقدمہ تحفۃ الاحوذی کے منتشر اَوراق کے نامکمل مباحث کو مکمل کیا اور بڑی محنت اور تحقیق وکاوش سے مرتب ومدوّن کیا اور اس کو اشاعت کے قابل بنایا۔ مولانا عبدالصمد کی تصانیف کی فہرست درج ذیل ہے۔

۱۔ تائیدِ حدیث بجواب تنقیدِ حدیث	۲۔ شرفِ حدیث
۳۔ شانِ حدیث	۴۔ الفتوحات الربانیہ
۵۔ تذکرۃ الاخوان بمنع شرب الدخان	٦۔ احوال الصحابہ
۷۔ ذمِ غناء ورقص وسرور	۸۔ شرح سنن ابن ماجہ (عربی، نا تمام)
۹۔ حق پرستی بجواب شخصیت پرستی	۱۰۔ فقہ حنفی پر ایک نظر

۱۱۔ التبیان لما یجب معرفته علی أهل الایمان (عربی)

مولانا عبدالصمد حسین آبادی نے ۱۴ ربیع الاول ۱۳۶۷ھ/ ۲٦ جنوری ۱۹۴۸ء کو انتقال کیا۔ (٦۷)

مولوی شاہ محمد سریانوی

مولوی شاہ محمد سریانوی نے ابتدائی تعلیم مکمل کرنے کے بعد دینی علوم کی تعلیم مولانا عبدالرحمٰن

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محدث مبارکپوری ، مولانا محمد فاروق چڑیاکوٹی (م۱۳۲۷ھ) اور مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی (م۱۳۲۰ھ) سے حاصل کی، مولانا حافظ نذیر احمد خان دہلوی مترجم قرآن مجید (م۱۳۳۱ھ) سے بھی استفادہ کیا۔ مولوی شاہ محمد مسلکا حنفی تھے لیکن مولانا عبدالرحمٰن محدث مبارکپوری (م۱۳۵۳ھ) سے بہت زیادہ تعلق تھا اور مولانا مبارکپوری سے سب سے زیادہ استفادہ کیا۔

مولوی شاہ محمد علم وتحمل کا حسین امتزاج تھے۔ شرافت اور توکل میں سلف صالحین کی یادگار تھے۔ ۱۳۹۱ھ میں ۷۰ سال کی عمر میں انتقال کیا۔ (۶۸)

مولانا عبدالجبار کھنڈیلوی

مولانا عبدالجبار کھنڈیلوی مشاہیر علما میں سے تھے۔ ان کی ساری زندگی درس وتدریس میں بسر ہوئی اور نصف صدی تک آپ تفسیر وحدیث اور فقہ کی تدریس فرماتے رہے۔ ان کا طریقہ درس بہت دل آویز تھا۔ بڑی تحقیق سے طلباء کو درس دیتے تھے۔ ۱۸۹۷ء/۱۳۱۴ھ میں ریاست جے پور کے ایک شہر کھنڈیلہ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے جن اساتذہ سے علوم دینیہ میں تعلیم حاصل کی ان کے نام یہ ہیں:

مولانا عبدالوہاب دہلوی صدری (م۱۳۵۱ھ)، مولانا عبدالوہاب انصاری دہلوی المعروف حکیم نابینا (م۱۳۳۸ھ)، مولانا حافظ عبدالرحمٰن شاہ پوری (م۱۳۶۳ھ)، مولانا عبدالرحمٰن ولایتی (م۱۳۳۰ھ)، مولانا ابوسعید شرف الدین دہلوی (م۱۳۸۱ھ)، مولانا حافظ عبداللہ محدث روپڑی (م۱۳۸۴ھ)، مولانا عبدالقادر لکھوی (م۱۳۴۲ھ) اور مولانا عطاء اللہ لکھوی (م۱۹۵۲ء)

مولانا عبدالجبار کھنڈیلوی کے تلامذہ کی فہرست بھی طویل ہے۔ مشہور تلامذہ یہ ہیں: مولانا اسماعیل ذبیح (م۱۹۷۶ء)، مولانا محمد عطاء اللہ حنیف (م۱۹۸۷ء)، مولانا حافظ محمد اسحاق حسینوی اور مولانا عبدالخالق رحمانی۔

مولانا عبدالجبار تصنیف وتالیف کا بھی عمدہ ذوق رکھتے تھے۔ آپ کی تصانیف یہ ہیں:

۱۔ إزالة الحيرة عن فقاهة أبي هريرة (عربی)
۲۔ نسبت محمدی (اردو)
۳۔ التبیان فی مسئلة الایمان (عربی)
۴۔ مقاصد الامامہ (اردو)
۵۔ إتمام الحجہ (اردو)
۶۔ الانصاف فی رفع الاختلاف (اردو)
۷۔ مقدمہ صحیح بخاری (عربی)
۸۔ حاشیہ صحیح البخاری (عربی)

مولانا عبدالجبار نے ۲ ربیع الاول ۱۳۸۲ھ/۴ اگست ۱۹۶۲ء اوکاڑہ میں وفات پائی۔ (۶۹)

ڈاکٹر تقی الدین الہلالی مراکشی

ڈاکٹر تقی الدین الہلالی مراکشی ندوۃ العلماء لکھنؤ میں عربی ادب کے پروفیسر رہے۔ مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری سے حدیث اور فقہ الحدیث میں استفادہ کیا۔ دارالعلوم ندوۃ العلماء میں مدتوں عربی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَدب کا درس دیا۔ بعد میں بغداد، کویت وغیرہ میں بھی کافی عرصہ درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ ۱۹۸۳ء میں مراکش میں انتقال کیا۔

علم و فضل: علم وفضل کے اعتبار سے مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری بلند مقام کے حامل تھے۔ مولانا عبدالحی حسنی (م ۱۳۴۱ھ) نے لکھا ہے کہ مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری (م ۱۳۵۳ھ) علمائے ربانیین میں سے تھے اور عالم باعمل تھے۔ رقیق القلب اور صاحبِ ایثار و کرم تھے اور اللہ تعالیٰ کا بہت زیادہ ذکر کرنے والے تھے۔ (۷۰)

انتقال: مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری نے ۱۶ شوال ۱۳۵۳ھ/ ۲۲ جنوری ۱۹۳۵ء مبارکپور میں انتقال کیا۔ جنازہ پر زائرین کا ہجوم علاقہ بھر میں اپنی نظیر تھا۔ بلاتفریق مشرب، تمام فرقِ اسلامیہ شامل تھے۔ صاحب تراجم علمائے حدیث سند لکھتے ہیں کہ:

> ''قصبہ مئو سے، جو مبارکپور سے چوتھا ریلوے اسٹیشن ہے، زائرین سے بھری ہوئی ٹرین آئی اور راہ میں کسی اسٹیشن پر نہ رُکی کہ مبادا زائرین جنازہ سے محروم رہ جائیں'' (۷۱)

تصانیف: مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری تصانیف میں اپنی مجتہدانہ شان رکھتے تھے۔ فن حدیث میں آپ کا رُتبہ بہت بلند تھا۔ حدیث اور متعلقاتِ حدیث پر آپ کی جو تصانیف ہیں، ان کے مطالعہ سے فن حدیث میں آپ کے تبحر علمی کا اندازہ ہوتا ہے۔ مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری نے مولانا شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادی (م ۱۳۲۹ھ) کی تالیف عون المعبود فی شرح سنن ابی داود میں چار سال ان کی معاونت کی۔ (۷۲) مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری نے عربی اور اردو میں جو کتابیں لکھیں۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) تحفۃ الاحوذی، شرح جامع ترمذی (عربی)

جامع ترمذی امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (م ۲۷۹ھ) کی تصنیف ہے اور صحاح ستہ کی رکن عظیم ہے۔ مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری (م ۱۳۵۳ھ) نے چار جلدوں میں اس کی شرح مکمل کی۔ اس شرح کی کیا خصوصیات ہیں۔ اس بارے میں شیخ الحدیث مولانا عبیداللہ رحمانی مبارکپوری (م ۱۹۹۴ء) لکھتے ہیں کہ

> ''مولانا ابوالعلیٰ علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری نے اس مبارک شرح میں جن مفید اور ضروری اُمور کا اِلتزام اور لحاظ کیا ہے، ان کا مجموعہ کسی دوسری شرح میں نہیں مل سکے گا۔ ان اُمور کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔ ان میں سے بعض مختصراً درج کئے جاتے ہیں:

۱۔ جامع ترمذی کے ہر راوی کا ترجمہ بقدرِ ضرورت لکھا گیا ہے۔ اور مقدمہ شرح میں تمام راویوں کی فہرست بہ ترتیبِ حروفِ تہجی بھی دے دی گئی ہے اور جس راوی کا ترجمہ شرح کے جس صفحہ میں مذکور ہے، اس کا نشان دے دیا گیا ہے۔

۲۔ جامع ترمذی کی تمام حدیثوں کی تخریج کی گئی ہے یعنی اس کتاب کی حدیثوں کو اِمام ترمذی کے علاوہ اور دیگر جن محدثین نے اپنی کتابوں میں روایت کیا ہے، ان کا اور ان کی کتابوں کا نام بتا دیا گیا ہے

 محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ امام ترمذی نے "وفی الباب" کے عنوان سے جن اَحادیث کی طرف اشارہ کیا ہے، ان کی مفصل تخریج کی گئی ہے اوران احادیث کے الفاظ بھی اکثر مقامات میں نقل کیے گئے ہیں۔ احادیث مشار الیہا کے علاوہ اور دیگر احادیث کی تخریج کا بھی جابجا اضافہ کیا گیا ہے۔

۴۔ تصحیح وتحسین حدیث میں امام ترمذی کا تساہل مشہور ہے۔ اس لئے ہر حدیث کی تحسین وتصحیح کے متعلق دیگر ائمہ فن حدیث کے اَقوال بھی نقل کیے گئے ہیں اور جن احادیث کی تصحیح وتحقیق میں امام ترمذی سے تساہل ہوا ہے، اس کی تصریح کردی گئی ہے۔

۵۔ اِسنادی ومتنی اِشکالات کے حل واِیضاح کی طرف خاص طور سے توجہ کی گئی ہے۔

۶۔ احادیث کی توضیح وتشریح میں بہت کچھ تحقیق سے کام لیا گیا ہے اور جن مقلدین جامدین اور جن اہل ہوا نے احادیث نبویہ کو اپنے مذہب ومسلک پر منطبق کرنے کے لئے غلط اور روایتی تاویلیں و تقریریں کی ہیں، ان کی تاویلات وتقریرات کی کافی تغلیط وتردید کردی گئی ہے۔ احادیث کے صحیح مطالب ومضامین جو سلف صالحین اور فقہاءِ محدثین کے نزدیک معتمد ومستند ہیں، بیان کیے گئے ہیں

۷۔ اختلاف مذاہب کے بیان میں ہر مذہب کے دلائل بیان کرکے مذہب حق وراجح ظاہر کردیا گیا ہے اور اسکی نصرت وتائید کی گئی ہے اور مذاہب مرجوحہ وغیر صحیحہ کے دلائل کے شافی جواب دیئے گئے ہیں۔

۸۔ آثار السنن (شوق نیموی) وغیرہ کی جابجا لطیف اور قابل دید تنقید کی گئی ہے۔(۷۳)

۹۔ تحفۃ الاحوذی میں غیر ضروری مباحث سے اِجتناب کرتے ہوئے نفس کتاب کی توضیح وشرح کا پورا اہتمام والتزام کیا گیا ہے۔(۷۴)

برصغیر کے اہل علم کے علاوہ عالم اسلام کے نامور اور مقتدر علمائے کرام نے اس کی تعریف و توصیف کی ہے اور اسکو غیر معمولی طور پر پسندیدگی اور مقبولیت کی نظر سے دیکھا ہے۔ مولانا عبیداللہ رحمانی لکھتے ہیں: "ھو أحسن شرح الجامع الترمذی ظهر علی وجه الأرض لم تر العیون مثله"

تحفۃ الاحوذی کی کتابت شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل السّلفی (م ۱۹۶۸ء) کے والدِ محترم مولانا حکیم محمد ابراہیم مرحوم ومغفور نے کی تھی۔ (مجموعی صفحات ۴ جلد: ۱۶۲۶)

(۲) مقدمہ تحفۃ الاحوذی (عربی): مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری نے تحفۃ الاحوذی کا ایک علیحدہ مبسوط مقدمہ بھی تحریر فرمایا۔ اس مقدمہ میں کچھ مباحث ابھی نامکمل تھے کہ مولانا مبارکپوری نے اس دنیا سے رختِ سفر باندھا۔ بعد میں آپ کے لائق شاگرد مولانا عبدالصمد حسین آبادی (م ۱۹۴۸ء) نے اس کی تکمیل کی۔ یہ مقدمہ ۷ ابواب اور خاتمہ پر مشتمل ہے اس کے بارے میں مولانا عبیداللہ رحمانی مبارکپوری (م۱۹۹۴ء) لکھتے ہیں۔

پہلے باب میں ۴۱ فصلیں ہیں۔ جن میں عام فنونِ حدیث، کتبِ حدیث، ائمہ حدیث کے متعلق نہایت کارآمد اور ضروری فوائد جمع کردیئے گئے ہیں اور دوسرا باب ۷ افصلوں پر مشتمل ہے۔ جن میں خاص

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جامع ترمذی اور امام ترمذی کے متعلق بہت ضروری اور غایت درجہ مفید مباحث مذکور ہیں۔
باب ثانی جن نادر اور قیمتی نوادر پر مشتمل ہے، ان کا جاننا جامع ترمذی کے طالب علم کے لئے از بس ضروری ہے۔ ان مباحث کو پڑھے بغیر جامع ترمذی کا پڑھنا اور پڑھانا بے معنی اور لاحاصل ہے۔ مقدمہ میں مختلف مناسبتوں سے ۱۵۵/ائمہ حدیث وتفسیر وفقہ ولغت کے تراجم بھی آ گئے ہیں اس کی تمام خوبیوں کا اندازہ شروع میں ملحقہ فہرست سے ہوجاتا ہے جو ۱۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ آخر میں مولانا مبارکپوری کا مختصر تذکرہ بھی ہے۔ (۷۵) (صفحات ۱۱۲)

(۳) نور الابصار (اردو): اس کتاب میں قرآن وحدیث کی روشنی میں دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ بجز پانچ قسم کے لوگوں کے ہر بالغ مسلمان پر نمازِ جمعہ فرض ہے چاہے شہر کا ہو یا دیہات کا (صفحات ۸۰، مطبع سعید المطابع بنارس ۱۳۱۹ھ)

(۴) تنویر الابصار فی تائید نور الابصار (اردو): یہ کتاب ''نور الابصار'' کی تائید میں ہے۔

(۵) ضیاء الابصار فی تائید نور الابصار (اردو): یہ کتاب بھی نور الابصار کی تائید میں ہے اور شوق نیموی کی کتاب تبصرۃ الانظار کا جواب ہے (مطبوعہ)

(۶) کتاب الجنائز (اردو): اس کتاب میں احادیثِ صحیحہ کی روشنی میں جنازے کے اَحکام ومسائل بیان کئے گئے ہیں۔ (صفحات ۱۱۲، طبع رومانی پریس، لکھنؤ ۱۹۵۰ء)

(۷) القول السدید فیما یتعلق بتکبیرات العید (اردو): اس رسالہ میں تکبیراتِ عیدین کے متعلق واضح کیا گیا ہے۔ (مطبوعہ)

(۸) تحقیق الکلام فی وجوب القراءۃ خلف الامام (۲ جلد) اردو: اس کتاب میں نہایت بسط کے ساتھ وجوب قراءۃِ خلف الامام کو بدلائل ثابت کیا گیا ہے اور احناف کے دلائل عدمِ وجوبِ قراءۃ کو نقل کرکے ہر ایک کے جواب دیئے گئے ہیں۔ (صفحاتِ مجموعی ۲ جلد: ۳۴۸۔ مطبع محبوب المطابع دہلی، جلد اوّل ۱۳۲۰ھ جلد دوم ۱۳۳۴ھ)

(۹) رسالہ عشر (اردو، غیر مطبوعہ)

(۱۰) رسالہ در حکم بعد صلوٰۃ مکتوبہ (اردو، غیر مطبوعہ)

(۱۱) اعلام اہل الزمن من تبصرۃ آثار السنن (اردو): یہ رسالہ مولوی ظہیر احسن شوق نیموی کی کتاب ''آثار السنن'' کے جواب میں ہے۔ اس میں صرف ان احادیث کی غلطیوں کی نشاندہی کی گئی ہے جو صاحبِ آثار السنن نے قصداً کی ہیں (مطبوعہ مطبع سعید المطابع، بنارس، صفحات ۱۳)

(۱۲) ابکار المنن فی تنقید آثار السنن (عربی): مولوی ظہیر احسن شوق نیموی نے نصرتِ تقلید میں حافظ ابن حجر (م ۸۵۲ھ) کی مشہور کتاب ''بلوغ المرام من اَدلۃ الاحکام'' کی نہج پر حدیث کی ایک کتاب ''آثار السنن'' مرتب کی۔ جس میں اپنے ''شعارِ تقلید'' کی اَحادیث جمع کیں۔ مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نے 'آثار السنن' کی تردید میں إبكار المنن لکھی۔ جس میں شوق نیموی مرحوم کی کاوشوں کی قلعی کھولی ہے (صفحات ۲۶۴، مطبوعہ رضوان پریس، کلکتہ۔ سن طباعت ۱۹۳۶ء)

(۱۳) خير الماعون في منع الفرار من الطاعون (اردو، ۲ جلد): اس کتاب میں طاعونی مقامات سے بھاگنے کی حرمت کے براہین پیش کرتے ہوئے بھاگنے والوں کے حیلوں، بہانوں کو نقل کر کے ہر ایک کا مدلل جواب دیا گیا ہے۔ (صفحات مجموعی ۸۶ طبع رضوان پریس کلکتہ، ۱۹۰۶ء)

(۱۴) الدر المكنون في تائيد خير الماعون (اردو): اس کتاب میں بھی طاعونی مقامات سے بھاگنے والوں کے تمام حیلوں کو نقل کر کے ہر ایک پر بحث کی ہے (صفحات ۴۰ طبع سعید المطابع بنارس)

(۱۵) المقالة الحسنىٰ في سنيّة المصافحة باليد اليُمنى (اردو): یہ رسالہ ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنے کے اثبات میں نہایت پرزور دلائل پر مشتمل ہے۔ (مطبوعہ نامی پریس لکھنو، ۱۳۷۶ھ، صفحات ۳۲)

(۱۶) ارشاد الهائم الى اخصاء البهائم (اردو، غیر مطبوعہ)[۷۶]

(۱۷) شفاء العلل فی شرح کتاب العلل (عربی): یہ کتاب امام ترمذی (م ۲۷۹ھ) کی کتاب العلل کی شرح ہے۔

(۱۸) الوشاح الابریزی فی حکم الدواء الا نکلیزی (اردو، غیر مطبوعہ)

(۱۹) الكلمة الحسنىٰ في تائيد المقالة الحسنىٰ (اُردو، غیر مطبوعہ)[۷۷]

ا۔نزہۃ الخواطر، ج ۸ص ۲۴۲، ۲۴۳......۲۔تذکرہ علمائے اعظم گڑھ، ص ۱۴۵......۳۔نزہۃ الخواطر، ج ۸ص ۲۴۳......۴۔تراجم علمائے حدیث ہند، ص ۴۰۴......۵۔ماہنامہ برہان دہلی، جون ۱۹۷۶ء......۴۹۔تذکرہ علمائے اعظم گڑھ، ص ۱۴۴۔۱۴۵ ۵۰۔نزہۃ الخواطر، ج ۸ص ۲۴۲......۵۱۔ایضاً......۵۲۔تذکرہ علمائے اعظم گڑھ، ص ۱۵۸۔۱۵۹......۵۳۔ایضاً......۵۴۔جماعت اہلحدیث کی تصنیفی خدمات......۵۵۔تراجم علماءِ حدیث ہند، ص ۳۹۹......۵۶۔ایضاً، ص ۴۰۰......۵۷۔تراجم علماءِ حدیث ہند، ص ۴۰۷......۵۸۔جماعت اہلحدیث کی تصنیفی خدمات، ص ۲۷......۵۹۔ایضاً، ص ۲۲۶......۶۰۔تراجم علمائے حدیث ہند، ص ۴۳۵......۶۱۔جماعت اہلحدیث کی تصنیفی خدمات......۶۲۔تذکرہ علمائے اعظم گڑھ، ص ۱۵۴......۶۳۔تراجم علمائے حدیث ہند۔ص ۴۱۰......۶۴۔تذکرہ علمائے اعظم گڑھ، ص ۲۵۸......۶۵۔ایضاً، ص ۶۲، ۶۳......۶۶۔ایضاً، ص ۲۵۴ ۶۷۔ایضاً، ص ۱۶۳، ۱۶۴......۶۸۔ایضاً، ص ۱۰۱......۶۹۔الاعتصام لاہور، ۲ دسمبر ۱۹۴۹ء/ ۲۴۔ اگست ۱۹۶۲ء......۷۰۔نزہۃ الخواطر، ج ۸ص ۲۴۳......۷۱۔تراجم علمائے حدیث ہند، ص ۴۰۶......۷۲۔مقدمہ عون المعبود، ص ۷ مطبوعہ المکتبۃ السّلفیہ مدینہ منورہ ......۷۳۔سیرۃ البخاری، ص ۴۲۹۔۴۳۰......۷۴۔ایضاً، ص ۴۲۹......۷۵۔ایضاً، ص ۴۳۱......۷۶۔جماعت اہلحدیث کی تصنیفی خدمات......۷۷۔تراجم علماءِ حدیث ہند، ص ۴۰۶

تصحیح فرما لیں: (۱) محدث کے گذشتہ شمارہ، جون ۲۰۰۰ء کے ص ۴۱ پر درج واقعہ نمبر ۴ حضرت خنساءؓ کی بجائے حضرت ہند انصاریہ (جنگِ اُحد) کا ہے جبکہ حضرت خنساءؓ کا واقعہ حضرت عمرؓ کے دور (جنگِ قادسیہ) کا ہے، تصحیح فرمالیں۔
(۲) محدث کے شمارۂ اپریل ۲۰۰۰ء میں صفحہ ۱۷ پر نمبر ۹ میں الاعراف ۱۱۷ تا ۱۲۲ اور نمبر ۱۴ میں سورۃ الاحقاف ۲۹ تا ۳۳ لکھے